

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

سید سجادہ ارحمال پر ہمال ذہن مال باغ جوانی سرور جو مبارک امرانی بر خور و اسعادت
نشان سید اسماعیل صاحب جنت مکان روح اللہ روحہ و نور اللہ مرقدہ خلف
الرشید مقبول و مرغوب رب شکوہ جناب سید رحمت اللہ صاحب
مرحوم و مغفور المستی بہ اسم تاریخی

اجباب کو جون صبا گزرتے دیکھا	گلزار جہان سے کوچ کرتے دیکھا
اسنے دیا کسی ہوا خواہ کا ساتھ	جو مرتے تھے اسپہ انگوستے دیکھا

ترانہ حسرت	تاریخ رحلت
------------	------------

دنیاوی دنی کو باغ فانی سمجھو	سب عیش و نشاط کو کہانی سمجھو
ہم شکل جناب ہے حیات عاری	ہر نقطہ ہے جای نکتہ دانی سمجھو

مصنفہ فرحت ترچہ پلوی سابق اردو پروفیسر مدرسہ یس پی جی
و خلف الصدق حضرت خوش گو مدظلہ العالی
حسب تحریک بلبل بوستان فضل و کمال ہمای اوج دولت و اقبال عزیز القدر عزت مظهر
سعد و نشان بادرم سیعثمان صاحب سب انس کمال اللہ عمرہ و ذواللہ قدرہ ساکن مہر

عَلَيْهِ مَطْبَعُ نَافِخِ الْإِسْلَامِ بَلَدُ الْكَدَرِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا داغور ہے ایک جہانِ رقصِ تم ہے آج
دل ہر شاہ کا تودہ تیرا الم ہے آج
خندان ہر رنگ گل تھا جو گل شیم تم ہے آج
اگر زمین پہ چرخ کا کہا ہی سہم ہے آج

شور و بکاسے زفون میں عالم نشور کا
ظنِ بلیغ مردوں کو ہے نفعِ صبور کا

کہوں مردنی سی روی گلستانِ پچھائی ہو
ہر شاخ گل کے کس لئے گردن جھکانی ہو
وحشت کی کرن بات صبا نے سنائی ہو
منہ پر ہر اک شکوفہ کے اُڑتی ہوئی ہو

کس نو نہال باغِ جوانی کا سہم ہے آج
بزمِ عراسے کوئی گلستانِ نہ کم ہے آج

گل کا جاگر ہے چاک تڑپے غنچہ تنگ دل
کہوں ہر روش یہ نخلِ بینِ ستارہ مضاعف
بیوقت دھائے جوڑیے ریحانِ مغفل
بیچتے جی رتن ہوتے کو ہے سرِ باغِ گل

مٹا ہے پتے پتے سے گل کھانیکا پستا
گل گل سے بوے غم نخل آتی ہے جا بجا

سوسن ہے سہکتا اور نبشتہ ہے سو گوار
صدِ برگ دل نگار ہے اور لالہ داغدار
دل سے چنار کے نخل آتے ہیں کیوں شرار
شبِ نیم بصدِ مال ہے ہر رات اشکبار

روتی ہے زگرں آنکھوں کو عینِ شباب میں

سہل کا بال بال ہے کہوں تیج و تاب میں	
ہیں طوطیاں منابر قصبان پہ دوحہ خوان	بھل سنا رہی ہو بہان غم کی داستان
ہر شام شامہ نادکِ غم سے ہے نیم جان	فدا ج اور کبک ہم کرتے ہیں فغان
کریں دغور رنج سے جب کوک اٹھتی ہے	
سامع کے جان و دل میں دہین ہوک اٹھتی ہے	
باز رہا ہوا ہے سر سے کفن کس لئے حباب	مگر ادھی ہے سر لب و ریاح سے تیج و تاب
مرغابوں کا آتشِ حسرت سے دل کباب	نر زاب غم کی لہریں کھاتا ہے تیج و تاب
بزمِ پہان میں بادۂ ماتم کا دور ہے	
اس میکدے کے نشہ کا عالم کچھ اور ہے	
بھرتی ہے آہِ سرو صبا آج کس لئے	اہل چین میں گرم بکا آج کس لئے
غنچوں کا بھرا ہے در آج کس لئے	گل کی ہے چاک چاک قبا آج کس لئے
ہے کس بیمارِ باغِ جوانی کا کوچ آج	
کہا ہے مرے برادرِ جانی کا کوچ آج	
بلبل یہ وہ تھا مان کا جگر جس کا اشیان	یہ گل وہ جس کے بلبل شیدا تھے بھائی ان
یہ نشہ وہ نہ جس سے تھے مخمور سرگران	یہ ملی وہ جس کے نشہ کا خواہان تھا دو دمان
کہا رحمتِ الہ عز و یک جہان کا تھا	
یوسف مگر امینہ کے یہ کاروان کا تھا	

بوٹا ساقہ وہ جس سے سہی کو تھا انفعال	سوسن زبان و غنچہ دہان اور گل تھے گال
اے رو تھے چرخِ حسن کے تابندہ دو ہلال	تھا اخترِ یمن سے درخشندہ لب کا خال
زلفون کی لیتی تھی شبِ یلدا بلا میاں	
پوچھو شبِ فراق سے انکی رسایاں	
رخسار تھے کہ گل تھے وہ باغِ سرور کے	یا گوشت یا صدف تھے وہ دریائی نور کے
سیمین تھے ساعدِ اس کے کہ بازو تھوڑے	روکش تھے صاف ساق وہ شاخِ بلور کے
ہر عضو اس کا حسن کے سپانچے میں تھا ڈبلا	
نازک بدن تھا گل سے کہیں لیک منجلا	
کس آب و تاب سے لب و دندان تھو جلوہ گر	گو یا کہ دُرجِ لعل میں خشنود تھے گہر
کھاتے تھے زہرِ ہیر تھا مرجان کا خون جگر	تھی بیہ نزاکت ان میں بھری کوٹ کوٹ کر
کہا لکھن و صف میں خط و روی پر آب کا	
گو یا کرن کے قبضہ میں اک آفتاب تھا	
کھاتا تھا اس کے عارضِ انور سے ماہِ داغ	مژگانِ شعاعِ ہر کاہتی تھیں کچھ سراغ
محمور آنکھیں انکی می ناب کے ایاغ	دیکھے جو اک نظر رخ رنگین ہو باغِ باغ
سب انگلیاں تھیں بابِ نزاکت کی تالیان	
دونوں کلا میاں تھیں دو صندل کی ڈالیاں	
علم و حیا و خلق و مروت میں بے نظیر	جو دو نوالِ دلفین میں اک قلمِ خطیر

اور نعمہ سنجیوں میں تھا بیل کا ہم مصفیر | شیرینی کلام سے بہتی تھی جوی شیر

منہ سے سخن نکلتے تھے یا پہول جھڑتے تھے
بن بن کے طایران چمن سب بکڑتے تھے

فرخ ریز تھا اور سعادت شعار تھا | شاقل تھا ہوشیار تھا اور ذوقا تھا
فضل و ہنر یہ روز و شب از بس نثار تھا | تھا علم شکل شمع وہ پروانہ وار تھا

آثار ناصیہ سے ہویدا شعور کے
مداح اس کے لوگ تھے نزدیک دور کے

جوش شباب سے دم رفتار بانگین | بھولیگا دیکھ کر اُسے کبک دری چلن
ہر آن وہ زحیم معطر تھا پیرہن | قیمت تھی تار تار کی تار اور ختن

شکل زمانہ جوڑے بدلتا تھا وہ عجیب
معلوم تھا نہ ہوگا اچانک کفن نصیب

چھب تہنی تھی درست مسین ہسینے لگیز | شادی کی والدہ کو مہوی فکر دشین
عالم بزرگوار کی خست تھی مہ جبین | خورشید بروج جائے ہونیکو تھی وین

تاریخ بھولتا ہوں میں دلہا کے بیاہ کی
شاید کہ شانز وہ تھی وہ ذی الحج کے ماہ کی

تیاری بیاہ کی لگی پھر ہونے و بدم | تخمینہ تھا ہزار کی لاگت کا بیش دکم
دعوت کے چار سمت میں نامے ہوئے رقم | احباب سارے آکے ہو جمع اک تسلیم

شادی کے کروفرے بہت شاد تھا

تین مراویاں مین وہ نامراد تھا

بھائی کے واسطے یاد خواہ مول مال

ہر اک لباس عمدہ سے عمدہ و ہیشال

بھائی کو بھی کلف مرثاوی کا تھا خیال

لکھو اب ہمر واطلس و زلفت اور شال

جو رشتہ بانہ بن گیا نر شاہ کے لئے

خلعت سے گیا مرے حجابہ کے لئے

فالاس چھار شیشہ آلات سے بجا

فرش مشجر اس میں تھا پر لطف اک بچھا

کوٹھا نکاح کے لئے اک طرفہ تربنا

دیوار گیری ہندیان قنیل جا بجا

گل کاریوں سے گلشن رضوان کا تھا آسمان

وہ روشنی کا ٹھاٹھ کہ قربان تھی کہکشان

ہاتھ آئیگی نہ دہر میں اسی نظیر غم

لاکھوں جگر کو چیر کے گزریں گے تیر غم

لکھتا ہے حال غم کا بیان سے دبیر غم

سب انبساط چہوڑ کے ہونگے اسیر غم

جون شانہ اہل بزم کا دل چاک چاک ہو

صبر و قرار و ہوش و خرو زیر خاک ہو

بجھے تھے شادیاں مبارک کی دھوم تھی

نوشہ نے بھی وہ کھائی غذ تھی جو آخری

صد حیف ہدی اسکو سر شام جب لگی

رخصت جو آئے تھے انہیں کھانا کہلا د

ہدی کی تھی انگ جوانی ترنگ پر

ان پر مانی سوار
یاد بھائی یاد
الوہ و ہیشین

اس کو خیال تھا نہ زمانے کے رنگ پر

انسوؤں سے سجھم اُسے ہیضہ ہوا نمود ہوا
ہر پیر سے رنگ زرد ہوا اور لب کبود ہوا
باد غل دل و باغ سے گھرن کیا درو
نا کہوں علاج ہوتے تھے پر کچھ ہوا نہ سرد

جون جون دوا پلاتے تھے یہاں ہوتے تھے
احباب سارے فکر سے بد حال ہوتے تھے

انگریزی اور مصری ہو جمع سب طبیب
صہ حیف ایک سے بھی نہ صحت ہوئی نصیب
نہیں ترلے ایک ہر اک عمدہ و عجیب
وعدہ وصال یار کا پہونچا تھا غم قریب

تقدیر کے دریں کو تدبیر کہا کرے
یہی کہل میں چرخ کے گر حل دوا کرے

چلتی تھی اس کی یاس کی منزل میں جب بان
طاقت تھی طاق ضبط کا عناق تھا نام بان
راہ امید اس کو بتاتے تھے ہم تسنن
مان اور بھائی مان سر بالین تھو خون نشان

ہر دم خلق تھا جوش پہ اور اضطراب تھا
سیر جنان کے شوق میں یا بر رکاب تھا

شب گردی اور ہو گئی صبح علم آشکار
بھڑکا دیا تھا مجھ دل عشق کا شمار
در و شکم سے ہو گیا بیتیاب و بے قرار
ای وی شکل شمع گھسٹتا تھا جسم زار

ظاہر میں ذکر درو زبان لعطش کا تھا
دل میں مگر تھا شوق شراب وصال کا

کھل گیا تھا دروسے وہ پھول سا بدن	تھی جسکی رنگ روپ کی شہرت چمن چمن
دنیا کی ترشیوں سے تھی پیشانی پر شکن	گو یا کہ ایک نور کا دریا تھا موجزن

متوالے کو جو متلی ہوئی غش سا گیا
اور ضعف جام وصل کا مژدہ سنا گیا

افسوس نازنین وہ سہوا نزع سے نڈھال	جس سے نجل تھا بد روہ آخر ہوا ہلال
جھپکی جو آنکھ اگیا حورون کا کچھ خیال	باغ جنان کو اس کی حیف انتقال

نوشہ ہوا جو داخل عشرت کہ عدم
بٹنے لگی عزیزوں میں فوراً شراب غم

ہے ہے جہان سے غیرت سرو جان گیا	ہے ہے جہان سے فخر وہ خانان گیا
ہے ہے جہان سے راحت رواج رواں گیا	ہے ہے جہان سے پیر سے ایک نوجوان گیا

لاکھوں تھیں حیرتیں دل ناکامیاب میں
ہے ہے جوان یہ لٹکیا عین شباب میں

اتھ آنسوؤں نے خویش اور احباب روتے تھے	صبر و قرار پیٹ کے سر لاکھوں کہوتے تھے
ہیہات زندگانی سے سب اتھ دھوتے تھے	رود و لشکر خون میں سر اپنے ڈبوتے تھے

شادی کے گھر میں شور قیامت ہوا بپا
عشرت کہہ بنا تھا جو ماتم سرا ہوا

ماتم میں والدہ کا رون وای کیا بیان	لب خشک چاک سینہ جگر خستہ تفتہ جان
------------------------------------	-----------------------------------

تساؤل فکار چشم سے تھی جوی خون روان | لاش پسر پہ کبھی تھی سرپیٹ کر ہر آن

دلہا بنا کے دیکھوں گی مین آرزو یہ تھی
گور دکھن جنازہ تھا تھق دیر مین تری

بیٹیا مین تیری مرگ جوانی کا غم کروں | دولت کی یازوال نشانی کا غم کروں
یا جس حسن کی مین گرانی کا غم کروں | یا تیری طرز سحر سیانی کا غم کروں

منہ موند ہے جاتے ہو کو پیار کب اُٹکے
قربان جاؤں گی مین جو پھر منہ دکھاؤ گے

نالان تھو جھانی بھاو جین قصین نرا اور زبون | تھا لب پہ نالہ دل مین طیش چشم غرق خون
روتے تھے ہو کے فکر کے زانو پہ سرنگون | جیتے جی حشر ہو گیا برپا تھا کب لکھون

کہا دوستوں کا ذکر تھے دشمن بھی شکبار
اس واقعہ سے شیخ و برہمن تھے غمگسار

دلہن کے دل مین درو یہ لیتا تھا چٹکیان | کچھ شرم سے نہ کہتی تھی پردل سے نوحہ خوان
دلہا پہ کرنے صدقے تھی آمادہ اپنی جان | ہنگام نو بہار مین کہا آگئی خزان

کریال مین غلیلہ لگا یا فلک نے حیف
دونوں کو ایک جانہ بٹھایا فلک نے حیف

ماتم سے سارے شہر مین سناٹا ہو گیا | آتی تھی چار سمت سے رو نیکی ہے صدا
سپر سیا تھا کوئی کوئی غم سے لوٹتا | اس رنج مین تھے چھوٹے بڑے سار مبتلا

	<p>کو سون پٹانہ چلتا تھا صبر و ترار کا خرمن پہ کیا اثر ہوا غم کے شرار کا</p>	
<p>قیمت میں تھا کفن کا ہی جوڑا پہنایا بہر وصال حور یہاں تک سجا دیا</p>	<p>دوشہ کو غسل دیکے مطلقا بنا دیا کا نور مل کے عطر کا پھینٹا لگا دیا</p>	
	<p>شب کشت کے لئے اُسے سب سے دیا سنوار توسن کے بدلے حیف جنازہ کیا سوار</p>	
<p>تھالب پہ طر قرا کے عوض نالہ و فغان ہر داغ دل کا کم نہیں پرچم سے تھا نشان</p>	<p>تھین دوستوں کی جائے دل سینہ کو بیان مشعل کا کام کرتی تھی آہ شمر نشان</p>	
	<p>چاروں طرف ہجوم تھا بیم و ہراس کا کہوے سے کہو اچھلتا تھا حرمانِ یاس کا</p>	
<p>انجم کی طرح لا کہون کا تھا ساتھ اثر و دام نوشاد کو لٹا دیا اس میں احترام</p>	<p>ترکاجو نور گھر سے وہ نکلا مہر تمام آرام گاہ گور سجا تھا بہ اعتشام</p>	
	<p>ہوتے ہی دفن اہل عزائین میں غل مچا حیف ایک لعل درج امینہ کا گم ہوا</p>	
<p>اُس بیو فلے کو امید و فائز نہیں مان ہے وہ کون بیٹے سے اپنے جد نہیں</p>	<p>صد حیف جو رچ رخ سے کوئی بچا نہیں کس دل پہ اُس کے ظلم کا صدمہ ہوا نہیں</p>	
	<p>کہا پیر کیا جوان یہ مارا ہے سب کے ساتھ</p>	

اگر تون کا کوئی وقت پکڑتا ہنیں وہ ہاتھ

کاغذ ہے خشک لب ہے زبانِ قلم قلم
غم سے کیت طبع کا اٹھتا ہنیں قلم

اگے رقم نہ مجھ سے ہو یہ داستانِ غم
دور و دراز کا ہے سفر ز اوراہ کم

عمر اپنی عمر خضر علیہ السلام ہو۔
ہرگز نہ یہ ترانہ ماقم تمام ہو

اور اس جوان کی روح کو راحت نصیب ہو
تسکین کی بھائیوں کو ہدایت نصیب ہو

یار ہر اک کو تیری عنایت نصیب ہو
غمواران کو صبر کی طاقت نصیب ہو

فرحت کی ہر دعا کو اجابت خدا کرے
زندوں کو صبر مردوں کو رحمت عطا کرے

قطعہ تاریخِ حلتِ برادرِ مرحوم و معذور از مصنف

صحت جسے نصیب تھی کل آج ہو علیل
پامال اس سے مردہ ہیں اور زندہ ہیں فلیر
آتا ہے اک اور ہر اک عازمِ رحیل
باغِ جہان سے شکلِ صبا سید سمعیل
جراتِ مین بے نظیر تھا ہمتِ مین بے عدیل
سب ہو شون مین اسکا نرالا تھا ڈول ٹیل

وا حسرتا فلک کا عجب انقلاب ہے
اصلا وہ رنجِ مین نہیں دیتا کسی کا ساتھ
کہا تنگ تر مقام ہے یہاں سرے دہر
صد حیف سائر عدم آباد ہو گیا
ذہن و ذکا و فہم و فراست مین بہتیاں
نصویرِ خاک کی تھی کہ پست لاقا نوز کا

صوت کی تھی نہ وہ تھی سیرت کی یہ دلیل
کیون شاو دین اُسکی شفاعت کر ہوں کفیل
جنت میں حور اُسکو ملے اور سلسیل
ارمان تھے کثیر مگر غم رتھی قلیل
قربانی خلیل ہوئی جان اس خلیل

انسان خدا تھے حسن پہ طاعت پہ قد بیان
واما ندگان دہر کا وہ دستگیر تھا
تھا شربت وصال سے وہ خشک لب بیان
لاکھوں تھے ساز عیش غم آخر ہوا نصیب
فرحت ندایہ غیب سے آئی پی سن آج

رباعی

مطلق وہ یہ پابند امید دل و جان
دوش اس کے سبک اس کے تو بار گران

دنیا سے گزرتا ہے ہر اک پیر و جوان
دونوں نہ ہوں ہم گام سفر میں فرحت

رباعی

دل تنگ یہ راہی ہے تو وہ خندہ کنان
رکھتا ہے وہ زرا سکی گرہ میں ہے کہان

جلتے ہیں گل و عنجبہ جب آتی ہے خزان
ہم رتبہ نہ دونوں ہوں سفر میں فرحت

رباعی

نا کام یہ کام اس کے سائے محکم
ساتھ اس کے نشاط اسکے ہمراہ ہے غم

مرتے ہیں جوان و پیر دونوں باہم
دونوں کا سفر ہو کب مساوی فرحت

طبع نافع الاسلام ہی رود تر ملک ٹھہری مسافر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِسْلَامُ

سیدتس واقعہ انتقال پر ملال عاریع مسایع جاہ و حشم تاج مناج جو دو کر م مقبول
بارگاہ رب الشرفین شیفہ جمال سول الثقلین منبع البرکات مجمع الحسانت عابد اود
جناب عاجی عظم حیات صاحب غفر اللہ الصدہ المسی باسوم تارخی

عینجی کی طرح گراوہر سے دیکھا
اس باغ شبنم سے گذر کر دیکھا

دایم نہ کیو سیر کرتے دیکھا
جب ہوتے ہیں عرصہ اجل سے درچار



صانع کو یہ صاحب صنعت انعام
تاشترے نہ دفتر دہر سے نام

شنگہ کنین خیر و شرین دو کام
فرحت ہو اگر مکر قضا سے مغرول

ملنے کا پتہ
جناب محمد مولانا صاحب - بلغ تحصیلدار صاحب - بونی چالہ روڈ

۱۰۰

در مطبع نافع الاسلام کوچہ رضی اللہ عنہ روڈ میدان

قَطْعِ تَارِخِ عَلَمِ حَبِیبِ حَقِّی مَحْمُودِ حَقِّی صَاحِبِ رُوحِ زَہِیدِ قَہْیدِ

سیرِ امت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بندے کی کیا چلکی خدا کے امور میں
نقص آئے کیا مجال ہے حکم حضور میں
لیکن ہے اختلاف لیل و سحر میں
ہے فرق آسمان زمین نار و نور میں
منزل پہ بچو دایک تجلی طور میں
آسودہ کوئی کوئی سُکتا ہے گور میں
دامان و جیب مجھے ہیں خارِ قصور میں
افعال خیر آئے نہ جس سے ظہور میں
مند نشین وہ ہو گا جنان کے قصور میں
کوڑے گاہ بیٹھ کے وہ چشمِ حور میں
روح او سکی ہوگی خلد کی قنیلِ نور میں

محموم سہین حاکم مطلق ہر اسکی ذات
ہر واقعہ ہے حسبِ قضا و قدر وقوع
لاکھوں ہیں آتے جاتے سفید و سیاہ رو
شیطان سیر ہے کوئی ہے کوئی ملک خصال
ظلمت میں باغ و ایک ضلالت کے غرق نیل
پاتے ہیں جب فعلِ جزا سے نیک و بد
ہے عند لیجان کو ہوا اے گلِ جنان
اسکو بشر نہ کہئے کہ منسوب ہے بشر
پچھو ایا جس نے فرشِ مشجر بسج گاہ
صائم کو جس نے ساغرِ شربت عطا کیا
روشن کیا ہے جس نے بدل خانہ خدا

نفع قریب کھوئیں نہ امید دور میں
 تاحشر ہوگا زندہ سین و شہو میں
 اپنا لٹا کے قافلہ راہ شکور میں
 جو دوسخا و صدق و صفا و شعور میں
 روحین پھر کئی رشک سی ہونگی قبول میں
 مشکل نہ پل صراط کی ہوگی عبور میں
 روشن رخ اوس کا کیون نہ ہو قلب میں
 پہلے بلند و پست نہ رنج و سرور میں

مقلں اگر میں تھوڑی عنایت بھی دہت
 نام کو خواب محکمہ حیات کا
 ہی شکر ہمت آج وہ منزل چھوٹ گیا
 ہم عصر سیکڑوں تھوڑے ہمتیہ تھا کوئی
 زاہد یہ وہ کہ متقیان گزشتہ کی
 یک عمر گیتہ ناز و مستقیم تھا
 روشن کیا تھا قلب خدا سے لگا لے لو
 میزان اعتدال بہر حال تھا مزاج

کیا کیا ملانہ ہوگا صلہ فرحت اسکو پیہ
 پہنچا ہے بندہ آج خدا کے حضور میں
 ۱۹

ایک غم ہے سنگدل کی بھی چھاتی بھرتی ہے

آرام و چین کن ہے ہر ایک پر حرام
سور و سرور عیش بین کن جانور کے نام
تاب و توان و صبر نے سب کو کیا سلام
راحت کا کام کرو یا کس رنج نے تمام

شانہ سے شانہ چلتا ہے حرمان و یاس کا
راز کیا ہی گرم ہے یہم و ہر اس کا

سج سے آ رہی ہے سند آجکا ہر آن
بد سے اذان کرب پہ موفن کی فغان
سہے کپورن بچا خطبہ خطیب ج نوخہ خوان
ماتم یہ کیا ہے روتی ہین کیونکر مصدین

ایک جسم آب مسجد و محراب ہو گیا
یہ جوئی آب اور وہ گرواب ہو گیا

افس اور باد و غم جا بجا ہے آج
ادبار کی عجیب گھرائی گھا ہے آج
عشرت کدہ بنا تھا جو ماتم سرا ہے آج
پیش از قیامت ایک قیامت پہا ہے آج

ماتم نہ ہو یہ اور کی حاست کا
غم ہو تو ہو جناب محمد حیات کا

یہ وہ خدا خوش اس سر رسول خدا تھے خوش
بیگانے خوش یگانے خوش اور اقربا تھے خوش
دشمن خوش اور خویش تھے خوش اور گناہ تھے خوش
ہمسایہ خوش غریب خوش اور انڈیا تھے خوش

برسا یہ کس مقام پہ ابرحسانہ تھا
شاداب کس کا یاغ تنہا ہوا نہ تھا

عابد یہ وہ کول سے عبادت میں مشتعل	ساجد یہ وہ کہ جس سے ملائکے متفضل
زاہد یہ وہ کہ زہد سے زہاد تھے نخل	شاہد یہ وہ کہ شیفۃ مشہود کا بدل

یہ خاک کا سرشتہ فرشتہ خصال تھا
گو لفظ تھا حقیر پہ معنی پہ دال تھا

یہ وہ کیم غرق عرق جس سے تھا سحاب	یہ وہ قسیم ایک جہان جس سے فیض یاب
یہ وہ نیم حس ہے بچی جان شیخ و شاب	یہ وہ حریم دامن غم کا تھا جو حجاب

مرزع یہ وہ کہ سب کسرتے جس سے سیر
منج یہ وہ کہ پیستے تھے پانی گوزن و شیر

یہ وہ شجر کہ جس میں امارت کا تھا ثمرہ	یہ وہ ثمر کہ جس میں حمایت کا تھا اثر
یہ وہ اثر کہ جس میں کفالت کا تھا ہنر	یہ وہ ہنر کہ جس میں سخاوت کا تھا گزر

خرمن یہ وہ کہ جسکی تھی یکے شمعین جہان
باغن یہ وہ کہ جس سے غریبون کو تھی امان

گل یہ وہ تھا نہ نام کو پہلو میں جس کے خاں	بلبل یہ وہ کہ جس پہ ہزاروں تھو جان
مُل یہ وہ جس کا منعم و مفلس کو تھا خمار	سنبل یہ وہ کہ چھپن ہر اک تھے سو بہار

خانم یہ وہ کہ دیو فلاکت تھا جس سے رام
مرہم یہ وہ کہ زخمِ جگر پائے انسیام

ہو گا بہان سے فاش یہ رازِ بہانِ غم	ہو گئے جگر کے پار ہزار و شانِ غم
------------------------------------	----------------------------------

لاکھوں نے کہلائی گُل گلستانِ غم || سب کو ہنگامی بلوں داستانِ غم

سامع کا دل بربک گل بچاک چاک ہو

صبر و قہر اٹھوش و خرد زیرِ خاک ہو

پیرِ فلک کے تجربہ خام سے پکا
چھوڑا زبان کا ساتھ بدیج ذائقہ

مونہ اور جگر تھا عابدِ ہشتاد سال کا
دھونا غذا سے ہاتھ بڑاوا مصیبتا

ہونے لگی ترقی تنزل کو روز و شب

مصرفِ جگرِ راحت و مشغول مد تعب

جاری ہوئے علاجِ تر و خشک صبح و شام
عُتابِ سیبِ فالسہ انکورِ جامِ خام

بادامِ پستہ جوڑے صرف اسکو تھانہ کام
شریت ہر ایک مایہ کا ہونے لگا قوام

حلو بنا دوا بنی سر کنگبِ مین بنی

سب کچھ بنا بنی یہ وہ قسمت نہیں بنی

دو سال اس مرض میں تھا صد حیف بتلا
دل میں جو آیا جس کے وہ نسخہ بتا دیا

لاکھوں علاج ہوتے تھوڑی نہ تھی شفا
کوئی نہ جانتا تھا مرض ہے یہ لا دوا

تقدیر کی بگاڑ کو تدبیر کیا کرے

عُفریتِ مرگ کو کوئی تسخیر کیا کرے

تسکِ زمانہ پایا طبیعت نے انقلاب
جہاتا تھا دُغین پہنچ نہ آتا تھا شبِ مینِ خواب

کھاتا تھا بڑے کھانیکے چپس پیچ و پاپ
تھا بیقرارِ فرش پہ جون آگ پر کباب

بار سے ہوا افاقہ پہ تھا غصہ سے ڈھال

تھا بدر کا غری سے وہ آخر ہوا ہلال

اس حال میں رہا الکا دورہ نہ پیشتر

چراغے سجدہ کرتا عصا کر سہار میر پر

مسجد میں حسب عادت راست زاد ہوتا

بیٹے کوئی نماز نہ ایک فضا ہو می

اٹھا تو ضعف نے کیا اگر مصافح

اوپریش و پس بچم تھا حرام و یاس کا

گو یا تو ایک آگ کا پر کالہ سب

مکن نہیں تھا ہاتھ لگانا بھی جسم پر

سین و قلن تہ جمع ہم ہوش منتشر

دل میں طیش عکسین غلش سر کہ جبہ پر

دم میں غروب مہر لب بام ہو گیا

آغاز کو حیات کے انخام ہو گیا

ہے جہانے خلق کا شکلا گیا

ہر ہے جہان سے جاہی حاجت روا گیا

ساتی جو تھا وہ بزم سے روپوش ہو گیا

لے پٹائی

۱۵۰ نمبر

ہر ایک خمارِ حزن سے مدہوش ہو گیا

اسلام کا جو ایک تھارکن رکن گیا
تھا کشورِ شکوہ کا جو مسند نشین گیا
جو آسمان شکوہ تھاریز زمین گیا
خوابِ سیرِ باغ تھا جو علمین گیا

قطرہ جو تھا وہ بحر سے دم بھر من بلیا
بہل جو دورِ گل سے تھا وہ متصل گیا

بھائی کے غم میں بھائی تو جانی کھو گیا
داماد و دونوں اشک کی جانوں رو گئے
لڑکے غم پرین موندھ آنسو دھو گئے
اجاب سا چشم سے موتی پرو گئے

پوچھو نہ مجھے قصرِ مین کھرام کپسا ہوا
سب بی بیوں یہ حادثہ کر بلا ہوا

مسجدِ زبانِ حال سے کہتی تھی وہ کہاں
مجھ کو کیا تھا جملہ عروسی کا بیگان
کرتا تھا مجھے صدق و قربان جو اپنی جان
قندیل و فرش سے تھی نی غیرتِ جنان

میں ایک عمر جس سے تھی خوش مجھے تھا جو خوش
حیف اب گیا وہ چھوڑ کے مجھ کو بہ کشمکش

فرشِ مکلف آج بچھائیگا مجھ میں کون
کھانا سا فروں کو کھلائیگا مجھ میں کون
ما صبح حیف شمع جلائیگا مجھ میں کون
افطار سا تھیو نکو کرائیگا مجھ میں کون

سو اسے کون پھر مجھے قدر و برات میں
اسکا سہارا تھا میری ہر ایک بات میں

کس شے سے اسکی بہتِ عالی کو وہ وصال
چرخِ برین کو رو برو تھا انفعال

اگے تھوڑا سا کوسکہ زریارہ سفاں	بستے غریب شہرین تھوڑے ہونے نہال
ہر اتوان کو لطف سے زریارہ کر دیا	
شب بیدار تیرہ بجتی کو ہمیں کر دیا	
مجھ سے رقم کب اسکی سخا دکھا ہو گیا	ہو گئی پھر کتنی گور میں حاتم کی جیجے جان
خیرات میں لٹا دیا ایک گنج بیکران	ادنی یتیم ہو گیا قیصر کا ہمعنان
ایک جہنگ تھا ساحل دولت پہنچ و شام	
صد قاتیوں کا یار تھا بیڑا علی الدوام	
خلق و ودا و رفیق میں نکلتا تھا ذوقدار	حلم و شکیب و صبر میں یوبار و زرگار
تقویٰ و زہد و ورع میں اس ملک شہار	جود و نوال و لطف میں دریا بے کنار
اوصاف جتنے چاہئے سب جمع تھے ہم	
وہ مجمع صفات تھا کیا ہی نکو شینم	
ہر دم تھا محو عشق خدا عشق مصطفیٰ	دونوں کے نام پاں پہ سوجاں تھا خدا
بہنی سے وقت غسل روان خون ناپ تھا	دونوں کے تیر عشق کا تو وہ تھا دل بنا
تخل خدنگ عشق کا گل طرفہ کھل گیا	
دل کو شہید کر کے شہید وں میں مل گیا	
ہر گز نہیں کیا تھا کسی نذر کو قضا	صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ اُس نے کی ادا
پابند بند حکم خدا و رسول تھا	باہر ز قید شرع سے اُس نے قدم رکھا

راضی ہر امر میں تھا خدا کی رضا کے ساتھ
چین بر چین ہوا نہ قدر نے قضا کے ساتھ

ہر چہ شبہ میں تھی زیارت قبور کی
منظور بہان بندہ خوشی تھی حضو کی
ہوتی نہ سدا رہ تھی کچھ فکر دور کی
امید راہبر تھی عطاے غفور کی

ہوتا تھا ہر ہون کے وہ اس طرح ہر کا ب
ہو جلوہ گر ستار و نین جب طرح ماہتاب

شایق ہزار جان سے سحر کی اذان کا تھا
پیش از اذان وہ صبح میں قاری قرآن کا تھا
جاگیر دل میں شوق نواں جان کا تھا
جو یاد وصل شاہ کون و مکان کا تھا

جز یاد حق لیا نہیں بیکار کوئی دم
بے دم اخیر تک ایسا ہو دم قدم

فضل خدا سے خضر کی گریہ پائین ہم
تھی چشم خوف حق سے بعین نماز ہم
کیا ہے مجال حال عبادت کریم
کہ تھی خوشی وصال کی گہ ہجر کا الم

سلک دیانہ ہاتھ سے امید و بیم کا
سالک تہا یہ عجیب رہ مستقیم کا

ہجری ہزار و سہ صد و بت چہار سال
تھاروز چہ شبہ کیا وہ نکو خصال
اور غرہ ربیع اول میں پس زوال
اس گلشن سیرج سے جنت کو انتقال

قبل از نماز جمعہ وہ مد فون ہو گیا

کنجِ خطیر سب نے دیا خاک میں چھپا

اس تشنہ لب کو شربتِ رویت نصیب ہو
حور و قصور کو شربتِ نصیب ہو

اللہ کی روح پاک پر رحمت نصیب ہو
محشر میں شاہِ دین کی شفاعت نصیب ہو

فرحت اس التجا کو اجابتِ خدا کرے
اس کو غرقِ بحرِ عنایتِ خدا کرے

قطبہ ناریخ رحلت جناب مرحوم و مغفور از مصنف

حاجی محمد حیات حیفِ ز دنیا سے دون
نعرہ لبیک زد گشت چو داعیِ ممات
فرحتِ مغموم شد چون متلاشیِ فلک
سن بہ جان رفت گفت حاجی محمد حیات

۱۳

۲۴

طے کاپتہ

جناب محمد مولانا صاحب منی سائلے روڈ۔ بیاض تھیلدار صاحب۔ مدرہ

مطبوعہ مطبع نافع الاسلام مدرہ